بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

ربوہ

فون ۴۴۹

جلد ۳۸/۷۳ | بدھ ۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ ہجری ۲۴ اخاء ۱۳۶۳ ہش ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۴ء | نمبر ۲۴۲

اخبارِ احمدیہ

حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی ان دنوں لاہور میں بغرض علاج مقیم ہیں۔ طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بہتر ہے۔ علاج جاری ہے۔ احباب جماعت حضرت سیدہ ممدوحہ کیلئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ صاحبہ کو صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل عمر عطا فرمائے۔ آمین!

ربوہ: ۱۹ اخاء/اکتوبر۔ آج بیت الاقصیٰ میں نماز جمعہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھائی اور خطبہ دیا۔ محترم مولانا صاحب نے حضرت مسیح موعود کا ایک طویل اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں حضور نے جماعت کے افراد کو بڑے درد بھرے انداز میں باہمی محبت و اخوت کو قائم رکھنے اور نزاعوں سے دور رہنے کی تلقین فرمائی ہے

محترم مولانا صاحب نے حضرت مسیح موعود کی اس دعا پر اپنے خطبہ کو ختم کیا:۔

"میں دعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دمِ زندگی ہے کیے جاؤں گا۔ اور دعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے ان کے دلوں سے اٹھا دے، اور باہم سچی محبت عطا کر دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہوگی اور خدا میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔

ہاں میں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری جماعت میں خدا تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں بدبخت ازلی ہے جس کے لیے یہ مقدر ہی نہیں کہ سچی پاکیزگی اور خدا ترسی اس کو حاصل ہو تو اس کو اے قادر خدا! میری طرف سے بھی منحرف کر دے جیسا کہ وہ تیری طرف سے منحرف ہے اور اس کی جگہ کوئی اور لا۔ جس کا دل نرم اور جس کی جان میں تیری طلب ہو۔ اب میری یہ حالت ہے کہ بیعت کرنے والے سے میں ایسا ڈرتا ہوں جیسا کہ کوئی شیر سے۔ اسی وجہ سے میں نہیں چاہتا کہ کوئی دنیا کا کیڑا میرے ساتھ پیوند کرے"

(اشتہار التوائے جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۰ء)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نجات کی اصل یہی ہے کہ انسان اپنے معبود کی محبت میں ہی انتہائی لذت پائے

انسان کا ہر آرام بلکہ جان پر بھی یہ محبت اور عشق غلبہ پا جائے

اس کے نتیجہ میں اسی زندگی میں عارف کی بہشتی زندگی شروع ہو جاتی ہے:

نجات کی جڑ اور اس کا اصل نور جس سے یہ روشنی پیدا ہوتی ہے یہی ہے کہ ماسوی اللہ سے انقطاع کلی ہو کر خدا تعالیٰ سے ایسا سچا تعلق پیدا ہو جائے کہ وہ محبت اور عشق کے غلبہ سے ہر یک چیز پر بلکہ اپنی جان پر بھی مقدم ہو جائے اور آرام اور انس اور شوق اور دل کی خوشی اُسی سے اور اسی کے ساتھ ہو۔ اور جیسا کہ وہ حقیقت میں واحد لاشریک ہے ایسا ہی پیار کی نظر سے بھی اپنی عظمت اور جلال اور ساری کامل صفتوں میں واحد لاشریک ہی نظر آوے۔ یہ نور نجات ہے جو اسی دنیا سے محبِ صادق کے ساتھ جاتا ہے اور اس کے وجود میں جان کی طرح داخل ہو کر ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے

(شحنۂ حق طبع اوّل صفحہ ۱۸ تا ۱۹)

"مکتی اور نجات کی اصل حقیقت یہی ہے کہ انسان ماسوائے اللہ کی محبت سے مونہہ پھیر کر پرمیشر کی محبت میں ایسا محو ہو جائے کہ جس طرح عاشق اپنے محبوب کے دیکھنے سے لذت اُٹھاتا ہے ایسا ہی اپنے محبوب حقیقی کے تصور سے لذت اُٹھائے۔ اور محبت بجز معرفت حاصل نہیں ہو سکتی اور قاعدہ کی بات ہے کہ موجب محبت کے دو ہی امر ہیں یا حسن یا احسان۔ پس جب انسان بباعث اپنی کامل معرفت کے خدا تعالیٰ کے حسن و احسان پر اطلاع کامل طور پر پاتا ہے تو لامحالہ اس سے کامل محبت پیدا ہو جاتی ہے اور کامل محبت سے لذت ملتی ہے۔ پس اسی جہان سے بہشتی زندگی عارف کی شروع ہو جاتی ہے۔ اور وہی معرفت اور محبت عالم آخرت میں سرورِ دائمی کا موجب ہو جاتی ہے جس کو دوسرے لفظوں میں نجات سے تعبیر کرتے ہیں۔"

(سرمہ چشم آریہ۔ طبع اوّل ص ۹۳)

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا

اس بہارِ حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

(سرمہ چشم آریہ طبع اوّل ص ۴)

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقامِ اشاعت روزنامہ الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ
۲۴ اخاء ۱۳۶۳ ہش

عبادالرحمٰن کا صبر و تحمل اور اس کی عظیم الشان جزا

اہل اللہ اور ان کے مخالفین کا طرزِ عمل ایک دوسرے سے اس قدر متضاد ہوتا ہے کہ اُس سے دونوں میں پایا جانے والا فرق از خود آشکار ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ مخالفین ان کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے جبکہ اللہ والے کمال صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے سلامتی کی راہ پر گامزن رہتے ہیں۔ طوفان بدتمیزی کے بالمقابل دکھ دینے والوں کے لئے سلامتی کی دعا کرنا ان کا خاص شیوہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ان خاص بندوں کے طرزِ عمل اور کردار کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝

(الفرقان آیت ۶۴)

یعنی خدائے رحمٰن کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزانہ روش اختیار کرتے ہیں اور جب جاہلوں سے ان کا واسطہ پڑے تو وہ ان کی جاہلانہ روش کا مقابلہ ویسی ہی روش سے نہیں کرتے بلکہ) کہتے ہیں ہم تو تمہارے لئے سلامتی چاہتے ہیں۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جب ان کے مخالف جہالت سے کام لیتے ہوئے غیظ و غضب کا مظاہرہ کرتے ہیں تو وہ (یعنی خدائے رحمٰن کے خاص بندے) قطعاً غصہ میں نہیں آتے، گالی کا جواب گالی سے نہیں دیتے، بدزبانی کے بالمقابل بدزبانی نہیں کرتے، اہانت کے جواب میں بمقابل کے ساتھ اہانت آمیز سلوک روا نہیں رکھتے۔ وہ تو سلامتی کے شہزادے ہوتے ہیں وہ ہر قسم کے غیظ و غضب، گالی گلوچ، بدزبانیوں اور توہین آمیز کلمات پر درگزر سے کام لیتے ہیں اور کمال درجہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے مغضوب الغضب مخالفین سے صرف اتنا کہتے ہیں کہ ہم خدائے رحمٰن کے حکم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے سلامتی کی راہ پر گامزن ہیں اور تمہارے لئے بھی دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی سلامتی کی راہ پر چلنے کی توفیق دے۔

پھر قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ خدائے رحمٰن کے خاص بندوں کے خلاف بہت کچھ جھوٹی باتیں پھیلائی جاتی ہیں اور ان پر جھوٹے الزامات اور تہمتیں لگا کر ان کے خلاف سادہ لوح عوام کو اشتعال دلایا جاتا ہے اور ایسی ایسی لغو اور بیہودہ حرکتیں کی جاتی ہیں کہ شرافت سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔ لیکن وہ ان میں سے کسی کا نوٹس نہیں لیتے۔ وہ ان سب باتوں کو حوالہ بخدا کر کے فیصلہ اُسی پر چھوڑ دیتے ہیں وہ کسی حالت میں اپنی سلامتی کی روش کو ترک نہیں کرتے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ (الفرقان آیت ۷۳)

اور (رحمٰن خدا کے خاص بندے وہ ہیں) جو ہر باطل (اور ناجائز) طریق میں شمولیت سے بچتے رہتے ہیں اور جب ان کا گزر ایسی جگہ سے ہو کہ جہاں (ان کے خلاف) بے ہودگی کا مظاہرہ ہو رہا ہو تو (ایسی جگہ سے کسی قسم کا جواب دیئے بغیر وہاں سے) متانت اور سنجیدگی سے گزر جاتے ہیں۔

مخالفین کی اس انتہائی تکلیف دہ اور توہین آمیز روش اور سلوک کے بالمقابل انتہائی سلامت روی کا آئینہ دار طرزِ عمل اختیار کرنے میں عبادالرحمٰن کو کمال درجہ ضبط و تحمل اور ثباتِ قدم سے کام لینا پڑتا اور صبر کا عدیم النظیر مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس صبر کی عظیم الشان جزاء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ (الفرقان آیت ۷۷)

یہی (یعنی رحمٰن خدا کے بندے ہی) وہ لوگ ہیں جنہیں بطور جزا بالاخانے دیئے جائیں گے۔ یہ ان کے صبر کا پھل ہوگا اور اُس میں انہیں دعا اور سلامتی ملتی رہے گی۔ وہ اس میں رہتے چلے جائیں گے۔ کیا ہی عمدہ ہے وہ ٹھہرنے اور رہنے کی جگہ۔

الغرض اہل اللہ اور ان کے مخالفین کا طرزِ عمل ایک دوسرے سے اس قدر مختلف اور متضاد ہوتا ہے کہ ان پر آسمان و زمین کے فرق کی مثال صادق آئے بغیر نہیں رہتی۔ یہ فرق بہتوں کے لئے ہدایت کا موجب ثابت ہو کر اہل اللہ کی تعداد میں بتدریج اضافہ کا موجب بنتا رہتا ہے۔

"ایسے بن جاؤ کہ گویا مسلوب الغضب ہو"

"توبہ کرتے رہو، استغفار کرو، دعا سے ہر وقت کام لو"

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ۱۵ فروری ۱۹۰۳ء کو اپنے احباب کو بیش قیمت نصائح سے نوازتے ہوئے فرمایا:۔

"یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمتیں کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اُس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔ .... ہماری جماعت کو چاہیئے کہ کل ناکردنی افعال سے دور رہا کریں۔ وہ شاخ جو اپنے تنے اور درخت سے سچا تعلق نہیں رکھتی وہ بے پھل رہ جاتی ہے۔ سو دیکھو اگر تم لوگ ہمارے اصل مقصد کو نہ سمجھو گے اور شرائط پر کاربند نہ ہو گے تو اُن وعدوں کے وارث تم کیسے بن سکتے ہو جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دیئے ہیں۔ ....

اگر ہمیں کوئی گالی دیتا ہے تب بھی صبر کرو۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب کسی کے پیر و مرشد کو گالیاں دی جاویں .... یا ہتک آمیز کلمے کہے جاویں تو کیسا جوش ہوتا ہے۔ مگر تم صبر اور حلم سے کام کرو .... ایسے بن جاؤ کہ گویا مسلوب الغضب ہو۔ تم کو گویا غضب کے قوے ہی نہیں دیئے گئے .... اپنی گندی عادات کو نکال پھینکو اور سارے اعضاء کی اصلاح کر لو۔ یہ نہ ہو کہ نیکی کرو اور نیکی میں بدی ملا دو۔ توبہ کرتے رہو۔ استغفار کرو، دعا سے ہر وقت کام لو" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۲۶ تا ۱۲۸)

ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ
اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیرۃ حضرت مسیح موعود کا

ایک درخشاں پہلو

از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ

(۱)

محبتِ الٰہی کے بعد دوسرے نمبر پر عشقِ رسولؐ کا سوال آتا ہے۔ سو اس میدان میں... حضرت مسیح موعود کا مقام عدیم المثال تھا۔ آپ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں کہ:۔

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

"یعنی میں خدا کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مخمور ہوں۔ اگر میرا یہ عشق کسی کی نظر میں کفر ہے تو خدا کی قسم میں ایک سخت کافر انسان ہوں"۔

(۲)

یہ خاکسار حضرت مسیح موعود کے گھر میں پیدا ہوا اور یہ خدا کی ایک عظیم الشان نعمت ہے جس کے شکریہ کے لیے میری زبان میں طاقت نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ میرے دل میں اس شکریہ کے تصور تک کی گنجائش نہیں۔ مگر میں نے ایک دن مر کر خدا کو جان دینی ہے۔ میں اسی آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعود کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلی نہ آگئی ہو۔ آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رُواں رُواں اپنے آقا حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور تھا۔

(۳)

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنے خاص کے ساتھ والی چھوٹی (البیت میں جو البیت المبارک۔ ناقل) کہلاتی ہے اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی جا رہی تھی۔ اس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سنا تو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت حسانؓ بن ثابت کا ایک شعر پڑھ رہے تھے۔ جو حضرت حسان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہا تھا اور وہ شعر یہ ہے:۔

کُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ فَعَمِیَ عَلَیْکَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ

"یعنی اے خدا کے پیارے رسول!
تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو آج تیری
وفات کی وجہ سے اندھی ہو گئی ہے
اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے
تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع
ہو گئی"۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت مسیح موعود کو اس طرح روتے ہوئے دیکھا اور اس وقت آپ ..... بالکل اکیلے ٹہل رہے تھے تو میں نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت! یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کونسا صدمہ پہنچا ہے؟ حضرت مسیح موعود نے فرمایا میں اس وقت حسانؓ بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ "کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا"!

دنیا جانتی ہے کہ حضرت مسیح موعود پر سخت سے سخت زمانے آئے۔ ہر قسم کی تنگی دیکھی۔ طرح طرح کے مصائب برداشت کیے۔ حوادث کی آندھیاں سر سے گزر دیں۔ مخالفوں کی طرف سے انتہائی تلخیوں اور ایذاؤں کا مزا چکھا حتیٰ کہ قتل کے سازشی مقدمات میں سے بھی گزرنا پڑا۔ بچوں اور عزیزوں اور دوستوں اور اپنے فدائیوں کی موت کے نظارے بھی دیکھے مگر کبھی آپ کی آنکھوں نے آپ کے قلبی جذبات کی غمازی نہیں کی۔ لیکن علیحدگی میں اپنے آقا رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق (اور وفات بھی وہ جس پر تیرہ سو سال گزر چکے تھے) یہ محبت کا شعر یاد کرتے ہوئے آپ کی آنکھیں سیلاب کی طرح بہہ نکلیں اور آپ کی یہ قلبی حسرت چھلک کر باہر آگئی کہ "کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا!!"۔

(۴)

قادیان میں ایک صاحب محمد عبد اللہ ہوتے تھے جنہیں لوگ پروفیسر کہہ کر پکارتے تھے۔ وہ زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن بہت مخلص تھے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو مختلف قسم کے نظاروں کی تصویریں دکھا کر اپنا پیٹ پالا کرتے تھے مگر جوش اور غصے میں بعض اوقات اپنا توازن کھو بیٹھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کی مجلس میں کسی نے بیان کیا کہ فلاں مخالف نے حضور کے متعلق فلاں جگہ بڑی سخت زبانی سے کام لیا اور حضور کو گالیاں دی ہیں۔ پروفیسر صاحب طیش میں آکر بولے اگر میں ہوتا تو اس کا سر پھوڑ دیتا۔ حضرت مسیح موعود نے بے ساختہ فرمایا "نہیں نہیں ایسا نہیں چاہیے۔ ہماری تعلیم صبر اور نرمی کی ہے"۔ پروفیسر صاحب اس وقت غصے میں آپے سے باہر ہو رہے تھے۔ جوش کیساتھ بولے۔ واہ صاحب واہ! یہ کیا بات ہے آپ کے پیر (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوئی شخص برا بھلا کہے تو آپ فوراً مباہلہ کے ذریعہ اسے جہنم تک پہنچانے کو تیار ہو جاتے ہیں مگر ہمیں یہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص آپ کو ہمارے سامنے گالی دے تو ہم صبر کریں!! پروفیسر صاحب کی یہ غلطی تھی۔ حضرت مسیح موعود سے بڑھ کر صبر کس نے کیا ہے اور کس نے کرنا ہے مگر اس چھوٹے سے واقعہ میں عشقِ رسولؐ اور غیرتِ ناموسِ رسولؐ کی وہ جھلک نظر آتی ہے جس کی مثال کم ملے گی۔

(۵)

پنڈت لیکھرام کو کون نہیں جانتا۔ وہ آریہ سماج کے بہت بڑے مذہبی لیڈر تھے اور اس کے ساتھ ہی (دینِ حق) کے بدترین دشمن بھی تھے جن کی زبان ..... (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت میں قینچی کی طرح چلتی اور چھری کی طرح کاٹتی تھی۔ انہوں نے ساری عمر حضرت مسیح موعود کے مقابل پر کھڑے ہو کر..... گندے سے گندے اعتراض کیے اور ہر دفعہ حضرت مسیح موعود نے ان کو ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ کوئی کیا دے گا۔ مگر یہ صاحب رکنے والے نہیں تھے۔ آخر حضرت مسیح موعود اور پنڈت لیکھرام کا یہ مقابلہ حضرت مسیح موعود کے ایک مباہلہ پر ختم ہوا جس کے نتیجہ میں پنڈت جی حضرت مسیح موعود کی دن دونی رات چوگنی ترقی دیکھتے ہوئے اور ہزاروں حسرتیں اپنے سینہ میں لیے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ انہی پنڈت لیکھرام کا یہ واقعہ ہے کہ ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود کسی سفر میں ایک سٹیشن پر گاڑی کا انتظار کر رہے تھے کہ پنڈت لیکھرام کا بھی ادھر گزر ہو گیا اور یہ معلوم کر کے کہ حضرت مسیح موعود اس جگہ تشریف لائے ہوئے ہیں پنڈت جی دنیا داروں کے رنگ میں اپنے دل کے اندر آگ کا شعلہ دبائے ہوئے آپ کے سامنے آئے۔ آپ اس وقت نماز کی تیاری میں وضو فرما رہے تھے۔ پنڈت لیکھرام نے آپ کے سامنے آکر ہندوانہ طریق پر سلام کیا۔ مگر حضرت مسیح موعود نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ گویا کہ دیکھا ہی نہیں۔ اس پر پنڈت جی نے دوسرے رُخ سے ہو کر پھر دوسری دفعہ سلام کیا اور حضرت مسیح موعود پھر خاموش رہے۔ جب پنڈت جی مایوس ہو کر لوٹ گئے تو کسی نے یہ خیال کر کے کہ شاید حضرت مسیح موعود نے پنڈت لیکھرام کا سلام سنا نہیں ہو گا حضور سے عرض کیا کہ پنڈت لیکھرام آئے تھے اور سلام کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود نے بڑی غیرت کے ساتھ فرمایا کہ:۔

"ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے!!!"۔

یہ اس شخص کا کلام ہے جو ہر طبقہ کے لوگوں کے لیے مجسم رحمت تھا۔ ہندوؤں میں اسکے روز ملنے والے دوست تھے سکھوں میں اس کے دوست تھے اور عیسائیوں میں اس کے دوست تھے۔ اور اس نے ہر قوم کے ساتھ انتہائی شفقت اور انتہائی ہمدردی کا سلوک کیا۔ مگر جب اس کے آقا اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غیرت کا سوال آیا تو اس سے بڑھ کر ننگی تلوار دنیا میں کوئی نہیں تھی۔

(۶)

اسی قسم کا ایک واقعہ لاہور کے جلسہ دھرم والی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ آریہ صاحبان نے لاہور میں ایک جلسہ منعقد کیا اور اس میں شرکت کرنے کے لیے ہر مذہب و ملت کو دعوت دی اور حضرت مسیح موعود سے بھی باصرار درخواست کی کہ آپ بھی اس بین الاقوامی جلسہ کے لیے کوئی مضمون تحریر فرمائیں۔ اور وعدہ کیا کہ جلسہ میں کوئی بات خلافِ تہذیب اور کسی مذہب کی دلآزاری کا رنگ رکھنے والی نہیں ہو گی۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے اپنے ایک ممتاز حواری حضرت مولوی نور الدین صاحب کو جو بعد میں جماعت احمدیہ کے خلیفۂ اوّل ہوئے بہت سے احمدیوں کے ساتھ لاہور روانہ کیا اور ان کے ہاتھ ایک مضمون لکھ کر بھیجا جس میں (دینِ حق) کے محاسن بڑی خوبی کے ساتھ اور بڑے دلکش رنگ میں بیان کیے گئے تھے مگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب آریہ صاحبان کی طرف سے مضمون پڑھنے والے کی باری آئی تو اس بندہ خدا نے اپنی قوم کے وعدوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنے مضمون میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اتنا زہر اُگلا اور ایسا گند اچھالا کہ خدا کی پناہ۔ جب اس جلسہ کی اطلاع حضرت مسیح موعود کو پہنچی اور جلسہ میں شرکت کرنے والے احباب قادیان واپس آئے تو آپ حضرت مولوی نورالدین صاحب اور دوسرے احمدیوں پر سخت ناراض ہوئے اور بار بار جوش کے ساتھ فرمایا کہ جس مجلس میں ہمارے رسول اللہ ؐ کو بُرا بھلا کہا گیا اور گالیاں دی گئیں تم اس مجلس میں کیوں بیٹھے رہے؟ اور کیوں نہ فوراً اٹھ کر باہر چلے آئے؟ تمہاری غیرت نے کس طرح برداشت کیا کہ تمہارے آقا کو گالیاں دی گئیں اور تم خاموش بیٹھے سنتے رہے؟ اور پھر آپ نے بڑے جوش کے ساتھ یہ قرآنی آیت پڑھی کہ:۔

اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِھَا وَیُسْتَھْزَءُ بِھَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ۔

"یعنی اے مومنو جب تم سنو کہ خدا کی آیات کا دل آزار رنگ میں کفر کیا جاتا اور اُن پر ہنسی اڑائی جاتی ہے تو تم ایسی مجلس سے فوراً اٹھ جایا کرو تاوقتیکہ یہ لوگ کسی مہذبانہ اندازِ گفتگو کو اختیار کریں"۔

اس مجلس میں حضرت مولوی نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح اوّل) بھی موجود تھے اور وہ حضرت مسیح موعود کے ان الفاظ پر ندامت کے ساتھ سر نیچے ڈالے بیٹھے رہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کے اس غیورانہ کلام سے ساری مجلس ہی شرم و ندامت سے کٹی جا رہی تھی۔

(۷)

خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کو جماعت کے سب یا کم از کم اکثر دوست جانتے ہیں وہ ہماری بڑی والدہ صاحبہ کے بطن سے حضرت مسیح موعود کے سب سے بڑے لڑکے تھے جو ڈپٹی کمشنر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے اور دنیا کا بڑا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ وہ حضرت مسیح موعود کی زندگی بھر حضور کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے بلکہ حضور سے علیحدہ ہی رہے اور حضور کے خاندانی مخالفوں سے اپنا تعلق قائم رکھا۔ گو بعد میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے زمانہ میں بیعت کر لی اور اس طرح آپ نے ہم تین بھائیوں کو چار کر دیا۔ بہرحال خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کے غیر احمدی ہونے کے زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ مجھے خیال آیا کہ ان سے حضرت مسیح موعود کے ابتدائی زمانہ کے اخلاق و عادات کے متعلق کچھ دریافت کروں۔ چنانچہ میرے پوچھنے پر انہوں نے فرمایا:۔

"ایک بات میں نے والد صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود) میں خاص طور پر دیکھی ہے۔ وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف والد صاحب ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے اگر کوئی شخص آنحضرت ؐ کی شان کے خلاف ذرا سی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سُرخ ہو جاتا تھا اور غصے سے آنکھیں متغیر ہونے لگتی تھیں۔ اور فوراً ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا۔ اور مرزا سلطان احمد صاحب نے اس بات کو بار بار دہرایا"۔

یہ اس شخص کی شہادت ہے جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں تھا۔ جس نے حضرت مسیح موعود کو اپنی جوانی سے لے کر حضور کی وفات تک دیکھا۔ جس نے اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ جس کے تعلقات کا دائرہ اپنی معزز ملازمت اور اپنے ادبی کارناموں کی وجہ سے نہایت وسیع تھا اور جو اپنے سوشل تعلقات میں بالکل صحیح طور پر کہہ سکتا تھا کہ:۔

جُفتِ خوش حالاں و بدحالاں شدم

"یعنی مجھے دُنیا میں ہر قسم کے انسانوں سے واسطہ پڑا ہے"۔

مگر حضرت مسیح موعود کی زندگی میں غیر احمدی ہونے کے باوجود اس کے عمر بھر کے مشاہدہ کا نچوڑ اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا"۔

(۸)

ایک دفعہ بالکل گھریلو ماحول کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود کی طبیعت کچھ ناساز تھی اور آپ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت اماں جان نور اللہ مرقدھا اور ہمارے نانا جان یعنی حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم بھی پاس بیٹھے تھے کہ حج کا ذکر شروع ہو گیا۔ حضرت نانا جان نے کوئی ایسی بات کہی کہ اب تو حج کے لیے سفر اور رستے وغیرہ کی سہولت پیدا ہو رہی ہے حج کو چلنا چاہیئے۔ اس وقت زیارت حرمین شریفین کے تصور میں حضرت مسیح موعود کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپ اپنے ہاتھ کی انگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ حضرت نانا جان کی بات سُن کر فرمایا:۔

"یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو دیکھ بھی سکونگا؟"

یہ ایک خالصتہً گھریلو ماحول کی بظاہر چھوٹی سی بات ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس میں اس اتھاہ سمندر کی طغیانی لہریں کھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں جو عشقِ رسول ؐ کے متعلق حضرت مسیح موعود کے قلب صافی میں موجزن تھیں۔ حج کی کس ..... کو خواہش نہیں مگر ذرا اس شخص کی بے پایاں محبت کا اندازہ لگاؤ جس کی روح حج کے تصور میں پروانہ وار رسول پاک ؐ (فداہ نفسی) کے مزار پر پہنچ جاتی ہے اور وہاں اس کی آنکھیں اس نظارہ کی تاب نہ لا کر بند ہونی شروع ہو جاتی ہیں:۔

(۹)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی عشق کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کو آپ ؐ کی آل و اولاد اور آپ ؐ کے صحابہ ؓ کے ساتھ بھی بے پناہ محبت تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعود اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے آپ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم سلمہا اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا:۔

"آؤ میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں"

پھر آپ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے۔ آپ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اور آپ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا:۔

"یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریم ؐ کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا"۔

اس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے آپ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا اور یہ سب کچھ رسولِ پاک ؐ کے عشق کی وجہ سے تھا۔ چنانچہ اپنی ایک نظم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

تیرے مُنہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اِک شہر بسایا ہم نے

(۱۰)

یہ اسی عشق کا نتیجہ تھا کہ حضرت مسیح موعود کا ہر وہ منظوم اور منثور کلام جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں رقم فرمایا ایسے شہد کے چھتے کا رنگ اختیار کر گیا تھا جس میں سے شہد کی کثرت کی وجہ سے عَسَلِ مُصَفّٰی کے قطرے گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں اور کس محبانہ انداز میں فرماتے ہیں کہ:۔

عجب نوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ ہست بُرہانِ محمدؐ
دریں رہ گر کشندم ور بسوزند
نتابم رو زِ ایوانِ محمدؐ
تو جانِ ما منور کردی از عشق
فدایت جانم اے جانِ محمدؐ

"یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں خدا نے عجیب نور ودیعت کر رکھا ہے اور آپ ؐ کی مقدس کان عجیب و غریب جواہرات سے بھری پڑی ہے۔ سو اگر اے منکرو تم محمدؐ کی صداقت کی دلیل چاہتے ہو تو دلیلیں تو بے شمار ہیں مگر مختصر رستہ یہ ہے کہ اس کے عاشقوں میں داخل ہو جاؤ کیونکہ محمدؐ کا وجود اس کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ واللہ اگر آپ ؐ کے رستہ میں مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور میرے ذرّہ ذرّہ کو جلا کر خاک بنا دیا جائے تو پھر بھی میں آپ ؐ کے دروازے سے کبھی مُنہ نہیں موڑوں گا۔ سوائے محمد کی جان! تجھ پر میری جان قربان۔ تُو نے میرے روئیں روئیں کو اپنے عشق سے منور کر رکھا ہے"۔

(۱۱)

اسی طرح اپنی ایک عربی نظم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

اُنْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَۃٍ وَتَحَنُّنٍ
یَا سَیِّدِیْ اَنَا اَحْقَرُ الْغِلْمَانِ
یَا حِبِّ اِنَّکَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّۃً
فِیْ مُھْجَتِیْ وَمَدَارِکِیْ وَجَنَانِیْ
مِنْ ذِکْرِ وَجْھِکَ یَا حَدِیْقَۃَ بَھْجَتِیْ
لَمْ اَخْلُ فِیْ لَحْظٍ وَّلَا فِیْ اٰنٍ
جِسْمِیْ یَطِیْرُ اِلَیْکَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
یَا لَیْتَ کَانَتْ قُوَّۃُ الطَّیَرَانِ

"یعنی اے میرے آقا! میری طرف رحمت اور شفقت کی نظر رکھ۔ میں تیرا ایک ادنیٰ ترین غلام ہوں۔ اے میرے محبوب! تیری محبت میرے رگ و ریشہ میں اور میرے دل میں اور میرے دماغ میں رچ چکی ہے۔ اے میری خوشیوں کے باغیچے! میں ایک لمحہ اور ایک آن بھی تیری یاد سے خالی نہیں رہتا۔ میری روح تو تیری ہو چکی ہے مگر میرا جسم بھی

ری طرف پرواز کرنے کی تڑپ رکھتا ہے اے کاش! مجھ میں اُڑنے کی طاقت ہوتی۔"

ان اشعار میں جس محبت اور جس عشق اور جس تڑپ اور جس فدائیت کا جذبہ جھلک رہا بلکہ چھلک رہا ہے وہ کسی تبصرہ کا محتاج نہیں۔ کاش ہمارے احمدی نوجوان اس محبت کی چنگاری سے اپنے دلوں کو گرمانے کی کوشش کریں۔ .....

(۱۲)

عشق کا لازمی نتیجہ قربانی اور فدائیت اور غیرت کی صورت میں ظاہر ہوا کرتا ہے اور حضرت مسیح موعود میں یہ جذبہ بدرجۂ اتم موجود تھا۔ ایک جگہ عیسائی پادریوں کے ان جھوٹے اور ناپاک اعتراضوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات پر کیا کرتے ہیں کہ:-

"عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعہ ایک خلقِ کثیر کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دُکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسولِ پاکؐ کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشرؐ کی ذاتِ والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لیے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کیے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلاءِ عظیم سے نجات بخش۔"

(روحانی خزائن جلد پنجم)

(۱۳)

... یہ صرف منہ کا دعویٰ نہیں تھا بلکہ حضرت مسیح موعود کی ساری زندگی اور زندگی کا ہر چھوٹا اور بڑا واقعہ اس عظیم الشان فدائیت پر عملی گواہ تھا جسے آپ کے مخالف بھی شدید مخالفت کے باوجود قبول کرنے کے لیے مجبور تھے چنانچہ آپ کی وفات پر جو تعزیتی مقالہ امرتسر کے غیر احمدی اخبار "وکیل" نے لکھا اس میں مقالہ نگار لکھتا ہے:-

..... مرزا صاحب کے لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اُڑا دیئے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اسی کی جان تھا بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔

..... اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں بھی مرزا صاحب نے ..... خاص خدمت سرانجام دی ہے .....

آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ مرزا صاحب کی یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں۔"

(اخبار وکیل۔ امرتسر جون ۱۹۰۸ء)

حضرت مسیح موعود کا یہ بے مثال قلمی جہاد جو آپ نے (دینِ حق) کی صداقت اور قرآن کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے عمر بھر کیا ... دراصل یہ ساری خدمت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق اور آپؐ کے لائے ہوئے دین کے ساتھ والہانہ محبت ہی کا کرشمہ تھی۔

(۱۴)

یہی وجہ ہے کہ اپنی ان عدیم المثال خدمات کے باوجود جب حضرت مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں تو ایک وفا شعار شاگرد اور ایک احسان مند خادم کی حیثیت میں اپنا ہر پھول آپؐ کے قدموں میں ڈالتے چلے جاتے ہیں اور بار بار عاجزی کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ آقا! یہ سب کچھ آپ ہی کی طفیل ہے۔ میرا تو کچھ بھی نہیں۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں:-

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ....

..... اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا ہے۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا ہے۔ اگر میں ..... آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں ہرگز کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ کا نہ پاتا۔" (تجلیات الٰہیہ)

ایک اور جگہ اپنی ایک نظم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں متوالے ہو کر فرماتے ہیں:-

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

ان اشعار میں حضرت مسیح موعود نے جس رنگ میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار و فضائل کی وسعت اور ان کے افاضہ اور اس کے مقابل پر اپنی عاجزی اور انکساری اور آپؐ کے انوار سے اپنے استفاضہ کا ذکر فرمایا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ دنیا کی تمام برکتوں اور تمام نوروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات کی طرف منسوب کر کے اپنے آپ کو ان انوار کے ساتھ اس طرح پیوست کیا ہے کہ جس طرح ایک بڑے طاقتور پاور سٹیشن کے ساتھ بجلی کی تاریں مل کر دنیا کو منور کیا کرتی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دفتر اوّل کے مجاہدین کو ہمیشہ زندہ رکھا جائے

پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتر اوّل کے بارے میں فرمایا:-

"میری خواہش ہے کہ یہ دفتر قیامت تک جاری رہے اور جو ایک دفعہ ... مثالی خدمت کر چکے ہیں ان کا نام قیامت تک نہ مٹنے پائے اور ان کی اولادیں ہمیشہ ان کی طرف سے چندہ دیتی رہیں۔"

مجاہدین دفتر اوّل کے لواحقین سے درخواست ہے کہ وہ محبوب امام ایدہ اللہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے مرحوم بزرگوں کا چندہ جاری فرمائیں۔

(وکیل المال اوّل)

★ نوٹس داخلہ ۱۹۸۴/۸۵ء

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد اور کالج آف ویٹرنری سائنسز لاہور میں چار سالہ مدتِ تعلیم کے مندرجہ ذیل ڈگری کورسز میں داخلہ شروع ہے۔

مقررہ فارموں پر ہر لحاظ سے مکمل درخواستیں متعلقہ ڈینز آف فیکلٹی اور پرنسپل کالج آف ویٹرنری سائنسز لاہور کے دفاتر میں جمع کروانے کی آخری تاریخ ۳ نومبر ۱۹۸۴ء چار بجے شام تک ہے۔

کم از کم تعلیمی قابلیت ایف ایس سی (پری میڈیکل / پری انجینئرنگ) ہے

نمبر شمار	کورس کا نام	تعلیمی قابلیت
۱	ڈی۔ وی۔ ایم زیر اہتمام کالج آف ویٹرنری سائنسز لاہور	F.Sc (PRE MEDICAL)
۲	ڈی۔ وی۔ ایم زیر اہتمام فیکلٹی آف ویٹرنری سائنسز زرعی یونیورسٹی فیصل آباد	〃
۳	بی ایس سی (آنرز) ایگریکلچر	〃
۴	بی ایس سی (〃) اینیمل سائنسز	〃
۵	بی ایس سی (〃) ایگریکلچرل انجینئرنگ	F.S.C (PRE. ENGINEERING)

درخواست داخلہ کے فارم اور پراسپیکٹس نیشنل بینک زرعی یونیورسٹی برانچ سے دستیاب ہیں تاہم کالج ویٹرنری سائنسز لاہور میں داخلہ کے لیے فارم پرنسپل صاحب کے دفتر سے مل سکتے ہیں۔

ڈی۔ وی۔ ایم کورس کے لیے کچھ نشستیں طالبات کے لیے بھی مخصوص ہیں کھیلوں کی بنیاد پر مختلف ڈگری کورسز میں داخلہ لینے کیلئے امیدوار زرعی یونیورسٹی میں ڈائریکٹر سپورٹس کے پاس اور سی۔ وی۔ ایس لاہور میں دفتر پرنسپل میں نام درج کروائیں۔ مزید رابطہ کے لیے D-42 لیاقت مال زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے رجوع فرمائیں۔

"اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّہٗ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔" (ابوداؤد)

حسد سے پرہیز کرو کیونکہ وہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان:

محترمہ سعادت بیگم (مرحومہ)

مکرمہ راشدہ نصیرہ صاحبہ لاہور

میری پیاری امی جان ایسا پیارا وجود اور ایسی قابلِ قدر ہستی تھیں جنہیں جاننے والوں میں سے کوئی کبھی بھول نہیں سکتا۔ ہر وقت، ہر لحظہ، ہر دم دعاؤں میں مصروف۔ خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار بچوں کی تربیت میں مشغول اور خدمتِ دین کو خدا تعالیٰ کا ایک انعام سمجھنے والی ہستی تھیں۔

میری پیاری امی جان سعادت بیگم صاحبہ ایک مثالی وجود تھیں۔ جن سے صرف اپنے ہی نہیں بلکہ پرائے بھی بے حد محبت کرتے تھے۔ ان کی جدائی جس طرح ہم پر شاق گزری ہے۔ اسی طرح غیروں پر بھی۔ ہر ایک نے ان کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے کیونکہ آپ ہر ایک کا کام کرنے والی، دوسرے کے مسائل حل کرنے والی تھیں اور دوسرے کے دکھ بانٹنے میں انتہائی فخر محسوس کرتی تھیں۔

امی جان کی وفات اکتوبر میں ہوئی تھی اور اب اس حادثے کو پیش آئے ایک سال ہو گیا ہے۔ روز بروز ان کی پیار اور محبت بھری یادیں زیادہ ہمارے دل کو تڑپاتی ہیں اور جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے ان کی کمی کا احساس شدت سے ہوتا جاتا ہے ہر والدین اپنے بچوں کے لئے جان مارتے اور قربانیاں دیتے ہیں۔ مگر جس طریقے سے پیاری امی جان اور پیارے ابا جان کے بھرپور تعاون سے ان کی اولاد پروان چڑھی اور جس طرح پر دونوں وجود ہمارے لئے ہر وقت دعا گو رہے اسے دیکھ کر بعض اوقات ہمیں اپنے آپ پر رشک آتا تھا۔ دل شکر و امتنان کے جذبات سے سرشار ہو جاتا ہے اور والدین کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ بچوں کے امتحان کے دوران پیاری امی جان گھر کی ذمہ داریوں کے باوجود دس بجے نوافل ادا کرتیں اور جب ہم گھر آتے تو تفصیل سے ہمارے پیپرز کے بارے میں پوچھتیں۔ اسی طرح دینی کاموں میں ہمیں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کو کہتیں۔ اور اکثر ایسا ہوا کہ امی جان میرا نام تقریر کے لئے لکھوا آتیں اور گھر آ کر کہتیں کہ فلاں تاریخ کو فلاں جلسہ ہے میں نے تمہارا نام دے دیا ہے۔ تیاری کر لو۔ اسی طرح تجنہ کے امتحان کے لئے مجھے تیار کرتیں۔

میرا اور میری پیاری امی جان کا ساتھ آخر وقت تک رہا ہے چند باتیں جنہوں نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے اور جن کی وجہ سے میں اللہ تعالیٰ سے ہر دم دعا گو ہوں کہ اے اللہ مجھے اپنی امی جیسا بنا یعنی میری زندگی میری پیاری امی جان جیسی کارآمد بنا۔ وہ یہ ہیں:۔

امی جان جب بھی گھر سے باہر نکلتیں تو اکثر پیدل چلنے کو ترجیح دیتیں اور جتنا راستہ وہ چلتیں گویا ان کے ساتھ ہوتی وہ کوئی بات مجھ سے نہ کرتیں اور سارے راستے درود شریف، تسبیح و تحمید اور مختلف دعائیں پڑھتی رہتیں۔

جماعتی کاموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ کوئی ماہانہ اجلاس ہو یا جلسہ چاہے وہ گھریلو ذمہ داریوں کی وجہ سے کتنی تھکی ہوئی ہوں دوپہر کو شدید گرمی میں بھی اٹھ کر چلی جاتیں۔ ہم میں سے اگر کوئی انہیں روکتا تو صاف کہہ دیتیں کہ سارا دن دنیا کے کام کرتی رہتی ہوں۔ دین کے کاموں سے مجھے نہ روکا کرو۔ جمعہ پڑھنے باقاعدہ جاتیں۔ اور نماز کے بعد عورتوں کے مختلف مسائل حل کرتیں۔ عورتوں کا ایک ہجوم ہمیشہ ان کے گرد ہوتا۔ راستہ میں کوئی بھی صاحبِ ضرورت ابا ہیچ انہیں نظر آتا تو ضرور کچھ نہ کچھ جو بھی اس وقت توفیق ہوتی دے دیتیں۔ صدقہ و خیرات خوب کرتی تھیں۔ غریبوں کے ساتھ بے حد پیار سے ملتیں۔ ان کی تکلیف سنتیں اور حتی المقدور انہیں دور کرنے کی کوشش کرتیں۔ اسی طرح ایک دفعہ بازار سے گھر آ رہی تھیں راستے میں ایک سبزی والا دیکھا جو سردی سے ٹھٹھر رہا تھا۔ گھر جا کر اسے کمبل یا رضائی بھجوائی۔ ہمارے گھر کے قریب ایک ہمارے عزیز نابینا رہتے تھے ان کی بیوی جو بہت نیک خاتون تھیں بیمار ہو گئیں۔ بیماری کی حالت میں ان کے گھر روزانہ جاتیں۔ ان کی عیادت کرتیں۔ اور ہمیں ساتھ لے جا کر ان کے سارے کام یعنی برتن دھونا۔ آٹا گوندھنا صفائی وغیرہ کرواتیں۔ خود ان کی دلجوئی کرتیں۔ جب وہ فوت ہوئیں تو ان کے کفن دفن کا سارا انتظام امی جان ہی نے کر دیا۔ پوری تجنہ کو اکٹھا کیا اور انہیں ربوہ روانہ کیا۔ جس طریقے سے یہ سارا کام پیاری امی جان نے اکیلے سرانجام دیا اسے دیکھ کر بے اختیار میرے منہ سے نکلا کہ پیاری امی جان آپ تو اس دنیا میں انسان نہیں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا فرشتہ ہیں۔

انتہائی خوش قسمت عورت تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیارے ابا جان جیسا انتہائی قدر، چاہت اور محبت کرنے والا، نیک اور دعا گو خاوند دیا۔ حضرت مسیح موعود کے اولین مریدانِ باصفا میں سے حضرت مولوی خیر الدین صاحب آف لالہ موسیٰ کی بہو بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و احسان سے وافر اولاد سے نوازا ہر دم پیارے ابا جان کا انہیں تعاون حاصل رہا۔ ان دونوں کے آپس میں حسنِ سلوک کی وجہ سے اپنے خاندان میں مثالی گھرانہ سمجھا جاتا تھا۔ ہمیں ابا جان کے سامنے کبھی اونچی آواز سے بات کرنے کا موقع نہیں دیا۔ خود ان کی بے حد عزت کرتیں۔ ان کے ہر حکم کو ہمیشہ دل سے قبول کرتیں اور کبھی ان سے بحث نہ کرتیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں زندگی میں کوئی بڑا دکھ نہیں دیا۔ ہمیشہ ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتیں۔ کہ میرے مولیٰ میں تو اس قابل نہ تھی جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے۔ اس حد تک اللہ تعالیٰ کی شکر گزار تھیں کہ جب ان کی زندگی کے بالکل آخری لمحات آئے تو اس وقت بھی ہمیں یہی یقین کی کہ جب مجھے سکون ملے گا تو کسی کے رونے کی آواز میرے کانوں میں نہ پڑے بلکہ الحمد للہ کہتا، الحمد للہ کہتا۔ الحمد للہ کہتا۔

میری تمام قارئین کرام سے دردمندانہ و عاجزانہ درخواست ہے کہ اس نیک، دیندار، وفا شعار، ہمدرد اور خدمت گزار ہستی کی بلندیٔ درجات اور بے حساب مغفرت کے لئے خصوصی دعا کریں۔ گو دل کسی پل تسلی نہیں پکڑتا۔ مگر پھر بھی حضرت مسیح موعود کے یہ اشعار پڑھ کر صبر کرنا ہی پڑتا ہے کہ:۔

دنیا بھی اک سرا ہے
بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے
آخر کو پھر جدا ہے
شکوہ کی کچھ نہیں جا
یہ گھر ہی بے بقا ہے۔"

احباب سے جملہ مشکلات سے نجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(بشریٰ شاہدہ اہلیہ واجد حبیب مخدوم فیصل آباد)

درخواست ہائے دعا

○ مکرمہ مسز بشریٰ اسحٰق صاحبہ برانڈرتھ روڈ لاہور تحریر فرماتی ہیں کہ ان کی والدہ محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری ناصر الدین مرحوم اکتوبر کے آخر میں اپنے بچوں کے پاس جا رہی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان کے وہاں بخیریت پہنچنے کے لئے دعا کریں۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

○ خاکسار کی ممانی جان اہلیہ محترم الحاج مسعود احمد خورشید صاحب آف کراچی کا ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو پتے کا آپریشن ہوا جس میں ۲۵ پتھریاں تھیں۔ ممانی جان ۷ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو گھر آ گئی ہیں۔ آپریشن کا زخم مندمل ہو رہا ہے۔ اس کے بعد اب گردے کا علاج شروع ہوگا۔ کیونکہ ڈاکٹروں نے اس میں بھی پتھریاں تشخیص کی ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے شفاء کاملہ عطا کرے اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔ آمین!

(ولی الرحمٰن سنوری کارکن حدیقۃ المبشرین ربوہ)

○ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میری اہلیہ صاحبہ کا بلڈ پریشر نارمل ہو گیا ہے اور پانچ روز ہسپتال رہنے کے بعد اپنے گھر لاہور میں واپس آ گئی ہیں۔ صحت ابھی تک کمزور ہے میں تمام احباب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے خاکسار کی اہلیہ کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنے فضل نازل فرمائے۔ دوبارہ یہ درخواست ہے کہ اہلیہ صاحبہ کی کامل صحت و سلامتی کے لئے دعا کریں۔

(قاضی رشید الدین پنشنر واقف زندگی)

○ خاکسار ان دنوں کاروباری مشکلات سے دوچار ہے۔ احباب جماعت خصوصاً بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ سے جملہ پریشانیوں سے نجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(چوہدری فیاض احمد۔ کراچی)

○ کراچی سے اطلاع ملی ہے کہ میرے پوتے عزیزم اسلم جاوید کا بازو ٹوٹ گیا ہے۔ عزیز موصوف کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے (احمد علی صادق۔ دفتر انصار اللہ ربوہ)

○ خاکسار ایک ماہ سے بعارضہ ٹائیفائیڈ بیمار ہے۔ علاج جاری ہے۔ احباب سے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

(محمد رشید خان۔ دار النصر شرقی ربوہ)

○ خاکسار کے والد مکرم ملک جہانگیر محمد جوئیہ ایڈووکیٹ کا پاؤں ٹریکٹر میں آنے کی وجہ سے زخمی ہو گیا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

(ملک امان اللہ قیصر جوئیہ۔ جوہر آباد)

○ خاکسار بعض پریشانیوں کا شکار ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاک کے ناقص لفافوں کے استعمال میں احتیاط کی ضرورت

آج کل ڈاک کے لفافے عموماً ناقص بن رہے ہیں۔ گوند یا تو بالکل نہیں لگی ہوتی یا ضرورت سے زیادہ جگہ پر لگی ہوتی ہے۔ اندریں صورت یا تو لفافہ کھلا ہوا ملتا ہے اور یا کوئی اس طرح جڑا ہوا ہوتا ہے کہ کھولتے وقت اندر کی چٹھی کا کچھ حصہ بھی ضائع ہو جاتا ہے اس لئے مرکز سے خط و کتابت کرنے والے دوستوں سے درخواست ہے کہ وہ لفافہ بند کرنے سے پہلے اس کا اچھی طرح جائزہ لے لیا کریں اگر گوند کم ہو تو مناسب گوند مزید لگا لیا کریں تاکہ راستہ میں لفافہ خود بخود کھل نہ جائے۔ نیز لفافہ بند کرتے وقت ایک سادہ کاغذ کا ٹکڑا گوند کے مقام کے نیچے رکھ لیا جائے۔ تاکہ اصل چٹھی محفوظ رہے۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

— مضمون نویسی کا مقابلہ —

کمپیوٹر سوسائٹی آف پاکستان کراچی کی طرف سے مضمون نویسی کے ایک مقابلہ کا اعلان کیا گیا ہے۔ عنوانات درج ذیل ہیں:۔

1. My understanding of a computer.
2. How can computer help you in your career.
3. How would you use computers to help your country
4. How can computer technology benifit the third world.
5. What should be the future plans for effective computerisation in the country.
6. Topic of your choice, but specially related to computers and their applications in a developing country.

ان مقابلوں کے لئے مندرجہ ذیل معیار ہوں گے۔

① جماعت دہم تک کے طلباء کے لئے صرف ۱ اور ۶ عنوانات ہوں گے۔ انعامات بالترتیب دو ہزار، ایک ہزار، اور پانچ سو ہوں گے۔

② کالجز / یونیورسٹیز کے طلبہ و طالبات کے لئے تمام موضوعات۔ انعامات تین ہزار، دو ہزار اور ایک ہزار۔

③ کمپیوٹر کے شعبہ سے منسلک افراد کے لئے ۱ اور ۲ کے علاوہ تمام موضوعات انعامات دس ہزار، پانچ ہزار اور تین ہزار۔

④ عوام الناس کے لئے تمام موضوعات۔ انعامات پانچ ہزار تین ہزار اور دو ہزار

کمپیوٹر سوسائٹی آف پاکستان کی ایک اعلیٰ رکنی کمیٹی تمام مضامین کا جائزہ لے گی اور اس کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

مضامین ایک ہزار سے پندرہ سو الفاظ پر مشتمل ہونے چاہئیں (درجہ اوّل کے لئے ۵۰۰ سے ۱۰۰۰ تک الفاظ)۔

یہ مضامین انگریزی یا اردو میں سے کسی زبان میں بھی لکھے جا سکتے ہیں۔ لفافے کے اوپر Nation wide Essay competition اور اپنا درجہ category ضرور لکھیں۔

مضامین بھیجنے کی آخری تاریخ ۱۵ نومبر ۱۹۸۴ء ہے۔ مضامین بھیجنے کے لئے مندرجہ ذیل پتہ ہے۔

کمپیوٹر سوسائٹی آف پاکستان۔ پوسٹ آفس بکس ۸۹۱۲ تیسری منزل عظمیٰ کورٹ۔ کہکشاں کلفٹن کراچی۔

اصلاح ہمیشہ رفتہ رفتہ ہوتی ہے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"اصلاح ہمیشہ رفتہ رفتہ ہوتی ہے۔ بعض مستعجل لوگ ہیں جو نکتہ چینی پر جلدی کرتے ہیں۔ اخلاص اور ثبات قدم خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور اس سلسلہ میں داخل ہونا بھی اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے۔ بہت لوگ ایسے ہیں۔ جنہوں نے داخلہ کے فضل کی توفیق پائی اور ثباتِ قدم اور اخلاص کی توفیق کے حاصل کرنے کے واسطے ہنوز وہ منتظر ہیں۔ ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ وہ اپنی حالت کو دیکھے۔ کیا وہ جس دن اس سلسلہ میں داخل ہوا اس دن اس کی حالت وہ تھی جو آج اس کی ہے۔ ہر ایک آدمی رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہے اور کمزوریاں آہستہ آہستہ دور ہو جاتی ہیں۔ گھبرانا نہیں چاہیئے۔ اصلاح کے واسطے کوشش کرنا چاہیئے۔ اپنے بھائی کو حقارت سے نہ دیکھو بلکہ اس کے واسطے دعا کرو۔ اس کے ساتھ لڑائی نہ کرو بلکہ اس کی اصلاح کی فکر کرو۔"

(ملفوظات نہم صفحہ ۳۱۷)

(نظارت اصلاح وارشاد)

دعائے مغفرت

قائد مجلس خدام الاحمدیہ جوہر آباد مکرم ملک طارق عثمان جاوید جوئیہ صاحب کی بیگم صاحبہ مکرمہ نجمۃ النساء مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۴ء بوقت صبح پانچ بجے انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی عمر ۲۵ سال تھی۔ اسی روز شام ۴ بجے مولوی عبد الرحمان صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں تدفین مکمل ہونے پر مکرم ملک جہانگیر محمد جوئیہ ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ ضلع خوشاب نے دعا کرائی۔ احباب سے مرحومہ کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ملک امان اللہ قیصر جوئیہ - جوہر آباد)

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۴ء بروز جمعۃ المبارک بیٹی عطا فرمائی ہے۔ ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت "سلمیٰ شہزاد" نام تجویز فرمایا ہے۔

خاندان حضرت مسیح موعود، بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نومولودہ کو نیک صالحہ خادمۂ دین بنائے صحت و عافیت والی دراز عمر سے نوازے آمین! خاکسار کی اہلیہ سیدہ آنسہ نصیر الاسلام (صدر لجنہ اماء اللہ نیورن برگ) بھی عاجزانہ دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

(شہزادہ قمر الدین مبشر - نیورن برگ (مغربی جرمنی)

اخبارات و رسائل کے ضرورت مند متوجہ ہوں

مکرم سلیم اللہ صاحب صوبیدار میجر پنشنر نزد آئی بی سیکنڈ نوشہرہ چھاؤنی کے پاس "الفضل" "الفرقان" "انصار اللہ" "خالد" اور "لاہور" کے پرچے پڑے ہیں جس احمدیہ لائبریری یا احمدی کو ضرورت ہو وہ پتہ بالا سے حاصل کر لیں۔

(سید احمد علی نائب ناظر اصلاح وارشاد ربوہ)

ضروری اعلان

خریداران الفضل خطبہ نمبر کے پتہ جات عنقریب چھپوائے جا رہے ہیں۔ اگر کسی خریدار کے پتہ میں کوئی غلطی ہو یا پتہ تبدیل کروانا مقصود ہو تو ازراہِ کرم دس دن کے اندر اندر مطلع فرمائیں۔ پتہ صاف تحریر فرمائیں۔ اگر انگریزی میں لکھنا ہو تو کیپٹل حروف میں لکھیں تاکہ غلطی کا کوئی امکان نہ رہے۔ پتہ کی چٹ پر خریداری نمبر لکھا ہوتا ہے وہ ضرور تحریر فرمائیں تاکہ تعمیل میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ (منیجر الفضل، ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی کے سالانہ اجتماع میں ۲۴ مجالس کے ۳۷۵ خدام کی شمولیت

سالانہ کارکردگی کے مقابلہ میں مجلس رائزن ہائم اوّل رہی، علمی اور ورزشی مقابلوں کا انعقاد:

مغربی جرمنی کے نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مکرم منصور عمر صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی کو دوسرا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق نصیب ہوئی اجتماع میں چوبیس مجالس کے ۳۷۵ خدام نے شرکت کی۔

البیت النور" فرانکفرٹ کے بالمقابل واقع گراؤنڈ میں ایک وسیع خیمہ نصب کیا گیا جس میں بنچوں اور دریوں پر خدام کے بیٹھنے کا انتظام تھا۔ اسی گراؤنڈ کی ملحقہ گراؤنڈ میں ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد ہوا۔ دوران اجتماع خدام نے ہر ممکن تعاون اور نظم وضبط کا مظاہرہ کیا۔

اجتماع کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جس کا جرمن ترجمہ بھی محمد الیاس صاحب نے پیش کیا۔ تلاوت کے بعد نیشنل معتمد مغربی جرمنی نے خدام الاحمدیہ کا عہد دہرایا۔ اس کے بعد محمد اسد اللہ خان صاحب نے حضرت مسیح موعود کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھا جس کا ترجمہ جرمن میں مکرم نیشنل قائد صاحب نے کیا۔

پہلا افتتاحی اجلاس ۷ جولائی کو نیشنل قائد صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس کے بعد مکرم عبید اللہ صاحب واگس یاور نیشنل قائد نے خدام سے اپنے افتتاحی خطاب میں خدام کو اس اجتماع سے بھرپور استفادہ کی تلقین کی آپ نے فرمایا۔ ہمیں اپنے اعلیٰ اخلاق سے دوسروں کو حق کی جانب مائل کرنا ہے۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک کیسٹ سنایا گیا جس میں حضور نے جرمنی کے احباب کی قربانیوں کا ذکر فرمانے کے علاوہ انھیں اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی تھی۔ آخری تقریر منصور احمد عمر نائب صدر مجلس کی تھی۔ آپ نے نوجوانوں کو اطاعت کی تلقین کی۔

اس کے بعد خدام لوائے احمدیت اور جرمنی کے جھنڈے تلے جمع ہوئے اور فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔

پروگرام کے مطابق اس کے بعد حسب ذیل انفرادی ورزشی مقابلے ہوئے:۔

(۱) مختلف فاصلوں کی دوڑ
(۲) اونچی چھلانگ
(۳) لمبی چھلانگ
(۴) گولہ پھینکنا

بعدہٗ اجتماعی مقابلوں میں سے فٹبال، رسہ کشی، بیرو ڈبہ، مشاہدہ ومعائنہ اور پیغام رسانی کے مقابلے ہوئے۔ نیز عام دینی معلومات کا تحریری امتحان لیا گیا۔

مکرم منصور احمد صاحب عمر اور لئیق احمد منیر مربیان سلسلہ نے خدام کے سوالات کے جوابات دیئے۔ قائدین مجالس کے اجتماع میں مجلس لندن کے نیشنل معتمد صاحب نے لندن میں ہونے والے پہلے یورپی اجتماع کے مفصل پروگرام سے آگاہ کیا۔

اگلے روز ۸ جولائی کو تہجد اور نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مکرم نائب صدر صاحب نے قرآن مجید کا درس دیا۔

۹½ بجے مکرم لئیق احمد صاحب منیر مربی سلسلہ کی زیر صدارت پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک اور نظم سے ہوا۔ جس کے بعد تلاوت اور نظم وغیرہ کے مقابلوں کا انعقاد ہوا۔ جس میں مختلف مجالس کے خدام نے بہت ذوق وشوق سے حصہ لیا۔ تقریری مقابلہ میں پاکستانیوں کا جرمن زبان میں مقابلہ ہوا۔

اس کے بعد تلقین عمل کا پروگرام تھا۔ محترم نیشنل قائد مغربی جرمنی نے تمام خدام کو مبارکباد دی کہ جرمنی کی مجلس پاکستان کے علاوہ تمام دنیا میں امسال اوّل قرار پائی اور شیلڈ کی مستحق ہوئی ہے۔

آپ نے فرمایا۔ ہمیں اس اعزاز کو برقرار رکھنے کے لئے پہلے سے زیادہ خدمت اور محنت کرنی چاہیئے۔

مجالس جرمنی کے درمیان سالانہ کارکردگی کے مقابلے میں امسال بفضلہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ رائزن ہائم اوّل رہی اور شیلڈ کی مستحق قرار پائی۔

اجتماع کا آخری اجلاس محترم نائب صدر صاحب ملک منصور عمر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم ہدایت اللہ صاحب ہوبش نے صد سالہ جوبلی میں جرمن قوم کی نمائندگی کے موضوع پر تقریر کی۔ لئیق احمد صاحب نے

"آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج"

کے عنوان پر تقریر کی۔ اس کے بعد نصیر الحق صاحب نیشنل قائد سویڈن نے خدام سے خطاب کیا۔

نصیر الحق صاحب کی تقریر کے بعد مقابلوں میں اوّل۔ دوم وسوم رہنے والوں کو مکرم نائب صدر صاحب نے انعامات عطا فرمائے۔

آخری تقریر میں صدر اجلاس نے خدام کو اس نہایت کامیاب اجتماع پر مبارکباد دی اور خدام کو خلافت احمدیہ سے وابستگی۔ نیکی اور تقویٰ کی تاکید کی۔

احباب دعا کریں کہ دیار غرب میں بسنے والے ہمارے یہ نوجوان دینی ودنیاوی ترقیات حاصل کریں۔ آمین یا رب العالمین!

(و۔ ت)

○

وقفِ جدید اور احمدی مائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۶ء کے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع پر احمدی ماؤں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر تمام بچے جو آپ کی گودوں میں پلتے ہیں۔ تمام احمدی بچے جن کی تربیت کی ذمہ داری آپ پر ہے اس طرف متوجہ ہوں۔ آپ ان کی دینی تربیت اس رنگ میں کریں کہ وہ کم از کم اٹھنی (موجودہ شرح کے مطابق کم از کم ایک روپیہ۔ ناقل) ماہوار خدا تعالیٰ کی راہ میں وقفِ جدید کے لئے خود جماعت کو پیش کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ وقفِ جدید کا سارا بجٹ بچوں کے چندہ سے پورا ہو سکتا ہے لیکن اس طرف پوری توجہ کی ضرورت ہے اور بچوں کے ذہنوں میں اس کام کی اہمیت بٹھانے کی ضرورت ہے اور بچوں کے ذہنوں میں آپ وقفِ جدید کی اہمیت بٹھا نہیں سکتیں جب تک خود آپ کے ذہن میں وقفِ جدید کی اہمیت نہ بیٹھی ہو"۔ (سیکرٹری وقفِ جدید اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

ایک ایمان افروز واقعہ

مکرم پروفیسر رانا مبشر احمد صاحب ساکن چک ۱۰۲۔ الف تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر کو اللہ تعالیٰ نے بتاریخ ۲۱ ستمبر ۱۹۸۴ء کو اپنے فضل سے بچی عطا فرمائی ہے الحمد للہ! اس بچی کی پیدائش سے ایک ماہ قبل مکرم مبشر احمد صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں خط لکھا کہ بچی یا بچے کی ولادت متوقع ہے۔ حضور ازراہ شفقت نام تجویز فرمائیں۔ جس کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے صرف ایک نام بچی کا تجویز فرمایا جو "ھبۃ الرؤف" تھا اور حضور کا یہ خط مکرم رانا مبشر احمد صاحب کو بچی کی ولادت سے چھ روز قبل یعنی ۱۵ ستمبر ۱۹۸۴ء کو موصول ہو گیا تھا۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ نومولودہ کی صحت، درازی عمر اور خادمۂ دین بننے کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کو اپنی رحمتوں، برکتوں اور فضلوں سے نوازتا رہے۔ آمین!

(نذیر احمد خادم۔ معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ، ربوہ)

خوشخبری: خاص رعایتی سیل
پوڈر۔ کریم۔ عطریات۔ بنیان۔ جرابیں ہر قسم کے برش
شیمپو وغیرہ بالکل نئے سٹاک میں دستیاب ہیں
احمد میڈیکل سٹور
انیس مارکیٹ۔ نزد ریلوے پھاٹک ربوہ
نیز انگریزی ادویات بازار سے خصوصی رعایت
کے ساتھ خرید فرمائیں! شکریہ

مقصود اینڈ سنز فون 31290
گول احاطہ نور بازار نزد بیت الفضل فیصل آباد
چاول باسمتی، سیلہ، ٹوٹہ، ولائتی چینی
صابن اور دالیں ہر قسم
بازار سے بارعایت تھوک و پرچون
خرید فرمائیں!